سلسلہ مطبوعات (۳۲)

32

انسان اور نفسیاتی عوامل

مولانا محمد تقی امینی

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

باسمہ تعالیٰ

حرف اول

دین اسلام نے جن حقائق کی نقاب کشائی کی ہے۔ ان میں سے ایک اہم ترین حقیقت انسان کے اس مقام کی نشاندہی ہے جس پر وہ فائز ہو کر تمام کائنات کی زمام کار سنبھال لیتا ہے، اور یوں وہ اس دنیا میں بے چارگی اور مجبوری کی تصویر بننے کی بجائے فعالیت اور تسخیر کائنات کے کردار کو جلا دیتا نظر آتا ہے۔

آج استعماری غلبہ کے باعث انسان کو مشین کے سے انداز میں دیکھنے کی کوشش عروج پر ہے بلکہ بسااوقات انسان سائنسی ترقی کی بھینٹ چڑھتا نظر آتا ہے۔ یہ سب کچھ انسان کے بالادست مقام سے ناواقفیت کا آئینہ دار ہے۔

آج انسان کو اس کے حقیقی اور بالادست مقام سے روشناس کرانے اور اس پر اسے فائز کرنے کی شعوری جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اسی حوالہ سے ان عوامل سے آگاہی ضروری ہے جو انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ ان میں فطرت، مادی حقائق اور روحانی رشتے سبھی اپنا اپنا اثر رکھتے ہیں۔

زیر نظر پمفلٹ میں برصغیر کی معتبر فکری شخصیت مولانا محمد تقی امینی مرحوم نے انسان کے مقام اور اس پر اثر انداز ہونے والے نفسیاتی عوامل پر روشنی ڈالی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

چیئرمین

نام پمفلٹ ! انسان اور نفسیاتی عوامل
تحریر ! مولانا محمد تقی امینی مرحوم
طبع اول ! جنوری 1994ء
ناشر ! شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن
پوسٹ بکس نمبر 363 ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کا مقام

تاریخ کے ہر دور میں مشرق و مغرب کے فلسفیوں نے انسان کے بارے میں طبع آزمائی کی ہے۔ کسی نے خارجی دنیا کو سمجھ کر انسان کا مقام جاننے کی کوشش کی ہے اور کسی نے داخلی تجربات کو زیادہ اہمیت دی ہے۔

لیکن "وحی الہی" نے جس نگاہ اور بلندی کے ساتھ انسان کو دیکھا ہے۔ اس کا پتہ قدیم و جدید کسی فلسفی کے نظریہ میں نہیں ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی نظر میں انسان حیوان کی ترقی یافتہ شکل نہیں ہے۔ انسان ایک مستقل مخلوق ہے جس میں اللہ کی روح ہے اور اس کی صفات کا پرتو ہے بلکہ وہ مافوق حیوان ایک مستقل مخلوق ہے، جس کے بنانے میں اللہ کا دست خاص مصروف عمل رہا ہے۔

خلقت بیدی (سورہ ص آیت ۷۵) اپنے ہاتھوں سے میں نے بنایا۔

اور تسخیری و اخلاقی تمام "جواہر" جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں وہ حیوانیت کی بتدریج ترقی کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ اس بات کا کرشمہ ہیں کہ اللہ نے اپنی روح اس میں پھونکی ہے اور اپنی صفات کا پرتو اس پر ڈالا ہے۔

فاذا سویته و نفخت فیه من روحی فقعوا له سجدین (سورة الحجر آیت ۲۹)

پھر جب میں انسان کو درست کروں اور اس میں اپنی روح پھونکوں تو تم (فرشتے) سجدہ میں گر پڑو۔

دوسری جگہ ہے:

ثم سویه و نفخ فیه من روحه سورة السجده آیت نمبر ۹)

پھر اللہ نے انسان کو درست کیا اور اس میں اپنی روح سے (کچھ) پھونک دیا۔

روح پھونکنے کے ساتھ زندگی کی پرخطر راہوں پر عبور کرنے کیلئے اور نشیب و فراز سے واقفیت کیلئے دیکھنے سننے کی طاقت اور سمجھنے کی صلاحیت بھی بخشی۔

وجعل لکم السمع و الابصار و الافئدة (سورة السجده آیت نمبر۹)

اور تمہارے لئے کان آنکھ اور دل بنائے۔

مذکورہ آیتوں کی ترجمانی حدیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے۔

لا اجعل من خلقته بیدی و نفخت فیه من روحی کمن قلت له کن فکان

جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ان میں اپنی روح پھونکی اس کو ان مخلوقات کے برابر نہ کروں گا جنکو میں نے لفظ "کن" سے بنایا۔

انسان کا عہدہ نیابت

دنیا میں انسان کو اللہ نے اپنا نائب (خلیفہ) اور اپنی صفات کا مظہر بنایا

انی جاعل فی الارض خلیفة (سورة البقره آیت نمبر ۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب مقرر کر رہا ہوں۔

نیز تمام مظاہر قدرت سے اس کو افضل قرار دیا۔

و لقد کرمنا بنی آدم (سورة بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰)

ہم نے انسان کو معزز بنایا۔

اس نیابت کی ذمہ داری سنبھالنے کیلئے حسب ذیل انتظامات کئے۔

(۱) انسان کو صلاحیتیں دیں جس میں مادی و روحانی تنظیمی و تخلیقی ہمہ قسم کی

صلاحیتیں شامل ہیں۔

(۱) لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (سورۃ التین آیت نمبر۴)

ہم نے انسان کو بہترین پیمانہ پر پیدا کیا۔

(۲) و علم آدم الاسماء کلھا (سورۃ البقرہ آیت نمبر۳۱)

اور آدم کو "الاسماء" کا علم سکھایا یعنی اشیاء کی حقیقتوں کو جاننے کی صلاحیت دی۔

(۲) مقابلہ کے امتحان میں کامیاب بنایا۔

فلما انباءھم باسماءھم (سورۃ البقرہ آیت نمبر۳۱)

پھر جب آدم علیہ السلام نے انہیں (یعنی فرشتوں کو) "الاسماء" سے واقف کردیا۔

(۳) کائنات کی ساری چیزیں انسان کے تابع کردیں (عقل و تجربات کی رہنمائی عطا فرما کر انہیں اپنے تابع بنانے کی اہلیت بخشی)

و سخر لکم ما فی السموات و مافی الارض جمیعا منه (سورۃ الجاثیه آیت نمبر۱۳)

اللہ نے آسمان وزمین کی ساری چیزیں تمہارے تابع فرمان کردیں۔

(۴) جنت میں ٹریننگ کے لئے ایک مدت تک رکھا۔ تاکہ وہاں کے نظام کو اور تعمیر و ترقی کی اسکیموں کو اچھی طرح سمجھ کر نیابت کے فرائض انجام دینے کے قابل بن سکے۔ (تفسیر عزیزی، سورۃ بقرہ ص۲۲۸)

و قلنا یادم اسکن انت و زوجک الجنة و کلا منھا رغدا حیث شئتما و لاتقربا ھذہ الشجرة فتکونا من الظلمین (سورۃ البقرہ آیت نمبر۳۵)

اے آدم تم میاں بیوی جنت میں سکونت کرو اور فراغت و آزادی کے ساتھ جہاں چاہو کھاؤ پیو، البتہ اس درخت کے قریب نہ جاؤ، ورنہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہو گے۔

اس انتظام و انصرام کے بعد اللہ نے کائنات کی امانت انسان کے سپرد کی اور انسان اس بار کے اٹھانے کے لیئے تیار ہو گیا حالانکہ دیگر مخلوق نے اپنی عدم صلاحیت کی بنا پر انکار کر دیا تھا۔

انا عرضنا الامانة علی السموات والارض و الجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷۲)

ہم نے آسمانوں کے سامنے زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی ان سب نے ان کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن انسان نے اسکو برداشت کر لیا۔

مفسرین و مفکرین نے آیت میں عرض امانت سے عہدہ تکلیف (ذمہ داری قبول کرنے کی صلاحیت) مراد لیا ہے۔ غرض کائنات کی چیزیں بطور امانت انسان کے سپرد ہوئی ہیں اور انسان بطور نائب اس پر قابض و متصرف بنا ہے۔

عہدۂ نیابت پر بھیجتے وقت کی چند ہدایتیں

مذکورہ انتظامات کے باوجود نیابت کے مقررہ عہدہ پر بھیجتے وقت اللہ نے کچھ درج ذیل بنیادی ہدایتیں کی تھیں۔

(۱) دنیا میں مخالف طاقت (شیطان) کا زور ہوگا (جس کا مظاہرہ جنت میں ٹریننگ کے وقت بھی ہو چکا ہے) اس سے ہوشیار رہنا اور دامن بچا کر کام کرتے رہنا۔ بعضکم لبعض عدو (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۶)

(۲) دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے بلکہ ایک مقررہ وقت تک ڈیوٹی دینا ہے اس عرصہ میں وہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانا لیکن اپنی حیثیت نہ بھولنا۔

و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۶)

(۳) چند ابدی حقائق اور ناقابل تغیر اخلاقی قوانین سکھائے جو ان کے مطابق اپنی حالت درست کرلیں گے، تو میری ملاقات کے وقت انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا، اور نہ غم۔ نیز اس کا اندازہ ہوجائے گا کہ انہوں نے نیابت کے فرائض ٹھیک ٹھیک انجام دیئے ہیں اور اس کے صلہ میں انہیں جنت (جو دنیا سے کہیں اعلیٰ مقام ہے) میں مستقل سکونت کی اجازت دیدی جائے گی۔

لیکن جو لوگ شیطان کی دشمنی کا شکار ہوجائیں گے اور پیغمبروں کے بتائے ہوئے طریق پر نہ چلیں گے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔ جہاں انہیں غفلت شعاری اور عیش کوشی کی سزا ملے گی۔

فانا یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلاخوف علیهم و لا هم یحزنون و الذین کفروا و کذبوا بایتنا اولئک اصحب النار هم فیها خلدون (سورۃ البقرہ آیت نمبر۳۸)

(۴) وقتاً فوقتاً میرے پیغمبر آتے رہیں گے اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ ودیعت کی ہوئی صلاحیت بروئے کار لائیں گے۔ چنانچہ اس وعدہ کے مطابق مختلف وقتوں میں بہت سے پیغمبر آئے اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ انسان کی نیابتی صلاحیتوں کو ابھارتے رہے۔ ان حضرات نے ایک طرف تو سیرت سازی کی فیکٹریاں قائم کیں اور دوسری طرف اپنے معجزات کے ذریعہ بعد کی ہونے والی مادی ترقیات کا رخ بتایا اور ان کی نظیریں پیش کیں۔ مادی ترقیات چونکہ انسان کی غیر محدود خواہشوں اور نئی نئی ضرورتوں کی بنا پر بے حد متنوع اور معاشرہ کے ارتقاء کے ساتھ بدلنے والی ہیں۔ اس کے علاوہ پیغمبروں کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ سائنس و طبعیات کے ذریعہ کائنات کی نیرنگیوں کی تحقیقات کرتے پھریں جو عقل انسانی کے قابو میں ہیں۔

بلکہ ان کا اصل منصب یہ ہے کہ خود انسان کو اس کے اصل رنگ و روپ میں پیش کریں۔ اس کی تخلیقی قوتوں کو فطری صداقتوں کی شاہراہ دکھائیں اور فکر و عمل کی

صحیح حدود متعین کرکے زندگی میں نظم و ضبط اور صلاحیتیں پیدا کرنے کے اصول سمجھائیں تاکہ وہ نیابتی فرائض کی ٹھیک بجا آوری کرسکے۔ اس بناء پر ان حضرات نے مادیات میں صرف مرکز متعین کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور حالات و زمانہ کے تقاضہ کی مناسبت سے عقل و تجربہ کی رہنمائی کو کافی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا لله مثنیٰ و فرادیٰ ثم تتفکروا (سورة السبا آیت نمبر٤٦)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں ایک بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہوجاؤ ایک ایک دو دو اور پھر (عالم کی نیرنگیوں میں) تفکر و تدبر کرو۔

مذکورہ قدرتی انتظام کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ جب نئے شخص کو نئے مقام پر اہم ڈیوٹی سپرد ہوتی ہے تو صلاحیت کے امتحان میں کامیابی حاصل کرلینے کے باوجود اسے باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ وہاں کی کیفیات و حالات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ کام کی نوعیت اور مقام کے نشیب و فراز سے واقف کرایا جاتا ہے ان تمام مرحلوں سے گذارنے کے بعد عہدہ پر بھیجتے وقت بھی چند ہدایتیں دی جاتی ہیں اور حکم و احکام کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ بہت سی باتوں کی، حال و مقام کی مناسبت سے تفصیلات دی جاتی ہیں اور بہت سی باتوں میں متعلقہ افسر کی عقل و بصیرت پر اعتماد کرکے صرف پالیسی کے تعین پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب ہم زندگی کے وہ "موثرات" (اثر انداز ہونے والے عوامل) بیان کرتے ہیں جو انسان کی نیابتی صلاحیتوں کے بروئے کار آنے میں مفید یا مضر ثابت ہوتے ہیں۔ نیز ان پر کس قدر کس طرح اور کس حد تک قابو پایا جاسکتا ہے اور انہیں کام میں لایا جاسکتا ہے۔

انسانی زندگی پر اثرانداز ہونے والے نفسیاتی عوامل

نسانی زندگی کے مسائل حل کرنے اور نیابتی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لئے نفسیات کا جاننا ضروری ہے۔ اس کے بغیر صحیح معنوں میں نہ کوئی شخص قومی اور اجتماعی مسائل پر بصیرت حاصل کرسکتا ہے نہ قیادت کرسکتا ہے اور نہ ہی تعلیم و تربیت کا ٹھیک انتظام کرسکتا ہے۔

جدید دنیا نے اس علم (نفسیات) کو مستقل شکل دے کر نہایت شاندار تفصیلی بحث کی ہے یہاں اس پر تفصیلی روشنی ڈالنی مشکل ہے۔ البتہ چند بنیادی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ جن سے زندگی کے مسائل حل کرنے اور عروج و زوال کے اصول سمجھنے میں ایک حد تک مدد ملے گی۔

قرآن حکیم میں ابتدائی اور بنیادی درج ذیل چار مؤثرات کا ذکر ملتا ہے (۱) فطرت (۲) وراثت (۳) ماحول اور (۴) تربیت۔ ہر ایک کی تعریف اور کسی قدر تفصیل یہ ہے۔

فطرت

قبول حق کی قوت و استعداد کا نام فطرت ہے جو پیدائش کے ابتدائی مرحلہ میں ہر فرد کو منجانب اللہ عطا کی جاتی ہے۔ اس کی حیثیت "تخم" (بیج) کی سمجھنا چاہیئے جس طرح تخم میں نشو و نما اور درخت بننے کی استعداد موجود ہوتی ہے اسی طرح فطرت میں نشوونمائی اور برگ و باری کی استعداد ہوتی ہے۔

فطرت کے اس مرحلہ میں ہر انسان نیک اور صالح ہوتا ہے نیز زندگی کے ہر موڑ اور موقف پر یہ لائٹ کا کام دیتی ہے البتہ جب دوسرے مؤثرات (عوامل) کا غلبہ ہوجاتا ہے تو اس کی روشنی مدھم پڑجاتی ہے۔ اور زندگی کے احوال میں دوسرے اثرات نمایاں ہوجاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے

فطرة الله التی فطر الناس علیها (سورۃ الروم آیت نمبر ۳۰)

اللہ کی وہ تراش جس پر اس نے لوگوں کو تراشا

حضرت شاہ عبدالقادر نے فطرت کا ترجمہ "تراش" سے کیا ہے دراصل اس "تراش" ہی میں قبول حق کی استعداد بھری گئی ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (سورۃ التین آیت نمبر ۴)

ہم نے انسان کو خوب سے خوب انداز سے پر پیدا کیا۔

فطرت کے بارے میں محققین کی تصریحات یہ ہیں۔ لغت حدیث کی مشہور کتاب "مجمع البحار" میں ہے "فطر" کے معنی ایجاد کرنا اور گھڑنا یعنی ایجاد و اختراع کے مرحلہ میں انسان جبلت و طبعیت کی ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ قبول دین (حق) کی استعداد اس میں ہوتی ہے (ج ۳ ص ۲۸۵)

"LEXXICAN" کی لغت میں فطرت کی یہ تعریف ہے

فطرت بچہ کی وہ نیچرل کانسٹی ٹیوشن ہے جس پر کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں روحانی لحاظ سے بنایا جاتا ہے۔

امام غزالی کہتے ہیں۔

"تمام آدمیوں کا جوہر اصل فطرت میں قبول و اصلاح کی لیاقت رکھتا ہے جس طرح ہر لوہا آئینہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے (کیمیائے سعادت عنوان اول)

قاضی بیضاوی کہتے ہیں۔

انسان فطرت پر یعنی قبول حق کی قدرت پر پیدا کیا جاتا ہے (ص ۹۶)

حضرت شاہ ولی اللہ نے فطرت کو انسان کی ظاہری و باطنی خصوصیات پر محمول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

"انسان کی ظاہری خصوصیت اس کا سیدھا جسم دلکش رنگ اور دلربا صورت ہے وہ اس وصف میں اپنی خاص ہیئت کے ساتھ دوسرے حیوانوں سے ممتاز ہے اسی طرح اس کی

باطنی خصوصیت سمجھ بوجھ، عقل، اللہ کی معرفت کی طلب، اسکی عبادت کا جذبہ، اور زندگی میں انتفاع کی صورتیں وغیرہ اس میں بھر دی گئی ہیں یہ اس کی فطرت ہے'' (حجتہ اللہ البالغہ ج ا ص ۱۳۲)

ایک اور موقع پر شاہ صاحب تمام انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ طہارت اخبات سماحت اور عدالت میں بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

''ان چاروں اوصاف کی ترکیب سے جو حالت بنتی ہے اس کا نام فطرت ہے''

اس بیان سے غالباً شاہ صاحب کا مقصد فطرت کا مزاج سمجھانا اور فطری خواص و رجحانات کی طرف نشاندہی کرتی ہے کیونکہ یہ حالت اور باطنی خصوصیت اسی قوت و استعداد کا نتیجہ ہے جو فطرت کی تعریف میں گذر چکی ہے۔

فلسفیوں نے بھی فطرت پر کافی بحث کی ہے مثلاً ''روسو'' کے نزدیک انسان فطرتاً نیک پیدا ہوتا ہے۔ ''پستا لوری'' اپنے دور اول اور دور آخر میں اسی کا قائل تھا۔ یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ قوت ملکیہ اور قوت بہمیہ جن کا ذکر حدیثوں میں آتا ہے اور شاہ ولی اللہ نے ان پر تفصیلی بحث کی ہے وہ فطرت کے ماسوا نیکی و بدی کے محرکات ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر یانگ "YUING" نے "PERSENA" اور "ANIMA" کے نام سے جو بحث کی ہے وہ قوت ملکیہ اور بہمیہ سے ملتی جلتی ہے نہ کہ فطرت سے اس وقت یہ دونوں میرے موضوع بحث سے خارج ہیں۔

وراثت

انسان میں کچھ خاصیتیں اور صلاحیتیں بذریعہ وراثت نفوذ کرتی ہیں۔ جو مزاج اور طبعیت میں دخیل ہوتی ہیں، اور سیرت سازی میں اثر انداز ہوتی ہیں، جس طرح انسان کی ظاہری صورت ابتدا میں بنتے وقت اثر قبول کرتی ہیں۔ اسی طرح معنوی صورت بھی اثر قبول کرتی ہے۔ اس مرحلہ میں چونکہ والدین زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لیے ان کا اثر زیادہ پڑتا ہے پھر ان کے توسط سے تمام ان لوگوں کا جن کا والدین پر اثر رہتا

ہے۔
قرآن حکیم کی درج ذیل آیت میں وراثت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔
كل يعمل على شاكلته (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۸۴)
ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر (ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی)
ڈول ہندی لفظ ہے جس کے معنی ابتدائی صورت، بناوٹ، ڈھانچہ وغیرہ ہیں۔

شاکلتہ" عربی میں شاکل کی مؤنث ہے جس کے معنی مثل، نظیر، مشابہت، مسلک، طریقہ، مذہب وغیرہ کے ہیں۔

امام راغب اصفہانی آیت کے معنی یہ بیان کرتے ہیں۔
"ہر ایک عمل کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر"
اس سلسلے میں محققین اور مفسرین کی آراء یہ ہیں۔

مجاہد نے "شاکلتہ" کی تفسیر "طبعیت" سے کی ہے بعضوں نے وہ عادتیں مراد لی ہیں جن سے انسان کی ساخت بنی ہے۔ قاضی بیضاوی نے آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔

"ہر آدمی اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو ہدایت وضلالت میں اس کی حالت کے مشابہ ہوتا ہے اور اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو جوہرِ روح اور مزاجِ بدن کی حالتوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے"۔

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں۔
"شاکلتہ کے معنی اس طریقہ اور روش کے ہیں جو انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

"ہر ایک اپنے اس طریقہ پر جس پر اس کی جبلت کی گئی ہے وہ عمل کرتا ہے" (حجتہ اللہ البالغہ ج ۱ص ۲۰)

ان تمام تصریحات سے بواسطہ یا بلاواسطہ مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

قوموں کے آباء و اجداد کے تذکرہ سے وراثت پر استدلال

زیر بحث آیت کے علاوہ قرآن حکیم میں کئی مقام پر بگڑی ہوئی قوموں (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کے آباء و اجداد کا تذکرہ ہے جس سے موجودہ لوگوں کی روش پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس طریقہ استدلال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کچھ صلاحیتیں اور خاصیتیں بذریعہ وراثت یقیناً منتقل ہوئی ہیں جن کا اثر طرز معاشرت رسم و رواج وغیرہ زندگی کے مظاہر پر بھی پڑتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آباء و اجداد کے تذکرہ کے کوئی خاص معنی نہیں رہ جاتے ہیں۔ ذیل کی چند آیتوں میں وراثت کے اثرات کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) قالوا حسبنا ما وجدنا علیه آباءنا (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵)

(۲) قالوا بل نتبع ما الفینا علیه آباءنا (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۰)

(۳) انا وجدنا آباءنا علی امة و انا علی آثارهم مقتدون (سورۃ الزخرف آیت نمبر۲۳)

(۱) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

(۲) وہ کہتے ہیں کہ ہم اس طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر اپنے بڑے بوڑھوں کو چلتے ہوئے پایا۔

(۳) ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین و آئین پر پایا انہیں کے نقش قدم کی ہم اقتدا کرتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ مذکورہ آیتوں میں ماحول کے اثرات پر روشنی پڑتی ہے لیکن وراثت کے ثبوت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

چند حدیثوں سے وراثت کا ثبوت

چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔

الناس معادن کمعادن الذھب و الفضۃ (کتاب العلم، مشکوۃ)

لوگوں کی مثال کان جیسی ہے سونے اور چاندی کے کانوں کی طرح (کہ ان کانوں سے مختلف قسم کے لوگ نکلتے ہیں)

یہ تشبیہ نہایت دور رس اور نتیجہ خیز ہے اصلاح و تربیت کے مسائل حل کرنے میں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔

الود یتوارث و البغض یتوارث (کنز العمال)

دوستی اور دشمنی کے نشانات وراثۃً چلتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اظہار جذبات کے سلسلہ میں لوگوں کی مختلف قسمیں بتائی ہیں اس سے بھی وراثت پر روشنی پڑتی ہے مثلاً غصہ کے بارے میں آپ نے فرمایا

(۱) بعض کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض کو دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔

(۳) بعض کو دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد ٹھنڈا ہوتا ہے۔

(۴) بعض کو جلد غصہ اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔

حقوق کی ادائیگی اور فرائض مطالبہ کے بارے میں آپ نے فرمایا:

(۱) بعض ادائیگی میں نرم اور مطالبہ میں سخت ہوتے ہیں۔

(۲) بعض ادائیگی میں برے اور مطالبہ میں نرم ہوتے ہیں۔

(۳) بعض ادائیگی میں اچھے اور مطالبہ میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔

(۴) بعض ادائیگی میں برے اور مطالبہ میں بھی برے ہوتے ہیں۔ (ترمذی و مشکوۃ)

ماہرین اجتماعیات کی آراء

وراثت کے ثبوت میں ماہرین اجتماعیات کی آراء یہ ہیں کہ عملی زندگی کے موثرات کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) آباء واجداد (گذشتہ سلسلہ خاندان) کا اثر۔ (۲) ماں باپ کا اثر۔ (۳) ملک جغرافیائی حدود آب وہوا اور گردوپیش کی چیزوں کا اثر۔

"قوم صرف مادیات میں اپنے اسلاف کی پیروی نہیں کرتی بلکہ وہ ان کے جذبات و احساسات سے بھی متاثر ہوتی ہے"۔

"اخلاق ایک موروثی چیز ہے اور وراثت کو صرف وراثت ہی زائل کرسکتی ہے"۔

اجتماعیات و نفسیات کے بعض ماہرین نے وراثت کو سب سے زیادہ قوی موثر قرار دیا ہے۔ لیکن کسب و ریاضت کا قانون اتنی اہمیت تسلیم کرنے کے واسطے تیار نہیں ہے۔ ان ماہرین کے پاس زیادہ تر وہ تجربے ہیں جو رصد گاہوں میں چوہے، بندر وغیرہ حیوانات پر کئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کے بارے میں ہر موقع پر یہ تجربے کس طرح قطعی اور حتمی قرار دیئے جاسکتے ہیں؟ قرآن حکیم نے انسان کو جس نگاہ اور بلندی کے ساتھ دیکھا ہے تحقیقات کی دنیا کے پاس نہ بلندی اور نہ وہ نگاہ پھر کیسے دونوں میں توازن کی توقع ہوسکتی ہے؟

ماحول

انسان شعوری و غیر شعوری طور پر ماحول کی تمام چیزوں سے متاثر ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ اثرپذیری مزاج اور طبعیت میں دخیل بن جاتی ہے جس کا اثر اعمال و اخلاق میں نمایاں ہونے لگتا ہے۔

ماحول کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مادی اور (۲) اجتماعی، مادی ماحول میں زندگی کی ضروریات اور تفریحات داخل ہیں۔ زمین، مکان، باغ، دریا، نہر، چشمہ، فضا، آب و ہوا وغیرہ۔

اجتماعی ماحول میں تمدن اور مدنیت کو پیدا کرنے والی تمام چیزیں داخل ہیں۔ مدرسہ، تعلیم، اخلاق، افکار و عقائد، ادب، فن، پیشہ وغیرہ۔

قرآن حکیم سے ماحول کا ثبوت

مادی ماحول کا ثبوت:

و البلد الطیب یخرج نباته باذن ربه و الذی خبث لایخرج الا نکدا (سورۃ الاعراف آیت نمبر۵۸)

جو پاکیزہ شہر ہے وہاں رب کے حکم سے سبزہ نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

اجتماعی ماحول کا ثبوت:

و اذا اردنا ان نهلک قریة امرنا مترفیها ففسقوا فیها فحق علیها القول فدمرنها تدمیرا (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۱۶)

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے مترفین کو حکم (تکوینی) دیتے ہیں پس وہ نافرمانی میں سرگرم ہوجاتے ہیں جس کی بناء پر عذاب کا قانون ان پر لاگو ہوجاتا ہے اور پھر ہم پاداش عمل میں انہیں ہلاک کرڈالتے ہیں۔

آیت میں مترفین سے تمام وہ لوگ مراد ہیں جن کا عوام پر اثر پڑتا ہے خواہ وہ مذہبی و سیاسی لیڈر ہوں یا سرمایہ دار و خوشحال لوگ ہوں۔ عوامی مقبولیت (اثرانداز ہونے کی صلاحیت) کی وجہ سے تربیت و اصلاح کے مخاطب اولین ہمیشہ یہی لوگ رہے ہیں اور اپنے مفاد کی وجہ سے اس راہ میں رکاوٹیں بھی انہوں ہی نے پیدا کی ہیں۔

حدیث سے ماحول کا ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے مادی ماحول کا ثبوت

ان اللہ خلق آدم من قبضة قبضها من جمیع الارض فجاء بنو

آدم علی قدر الارض فجاء منهم الاحمر و الابیض و الاسود و بین ذلک و السهل و الحزن و الخبیث و الطیب۔
من سکن البادیۃ جفا (ترمذی و ابوداود)
اللہ نے دنیا کے ہر حصہ سے مٹی بھر خاک لی اور اس سے آدم کو پیدا کیا اس لئے انسان زمین کے اختلاف سے رنگ اور مختلف اخلاق کے پیدا ہوئے بعض سرخ، بعض سفید، بعض سیاہ اور بعض متوسط درجہ کے۔ اسی طرح بعض نرم مزاج بعض سخت مزاج بعض اچھے اور بعض برے۔ جس نے دیہات میں سکونت اختیار کی اس میں سختی آگئی۔
رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے اجتماعی ماحول کا ثبوت:
کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ
ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین (ماحول) یہودی، نصرانی اور مجوسی بناڈالتے ہیں۔

فلسفۂ اجتماع کے ماہرین کی آراء

ماحول کے اثرات کے بارے میں فلسفۂ اجتماع کے ماہرین کی آراء کے چند اقتباس درج ذیل ہیں۔
ابن خلدون کہتے ہیں: "انسان کے جسم اور اخلاق پر اقلیم، درجۂ حرارت، آب و ہوا، قحط و ارزانی وغیرہ تمام چیزوں کا اثر پڑتا ہے"
"تین چیزیں "اجتماع سے الگ ہونے کے باوجود اس پر بہت اثر کرتی ہیں۔ (۱) اقلیم (۲) جغرافیانہ ماحول اور (۳) مذہب (مقدمہ خامسہ)
ڈاکٹر لیبان نے مادی ماحول کو کمتر درجہ کا مؤثر قرار دیتے ہوئے صرف اس صورت میں اثر تسلیم کیا ہے جب کہ قوم اپنے دور تکوین میں ہو اور قدیم موروثی اخلاق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا ہو۔

البتہ اس نے اجتماعی ماحول کو کافی اہمیت دی ہے مثلاً مذہب کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ:

"تاریخ کے ابتدائی زمانہ سے آج تک ہر نظامِ حکومت اور ہر نظامِ تمدن کا سنگِ بنیاد مذہبی عقائد کی سطح پر رکھا گیا ہے۔

مذہب اس سرعت کے ساتھ اخلاق پر اثر ڈالتا ہے کہ اس معاملہ میں عشق کے سوا اور کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ (انقلاب الامم ص ۱۳، ۳۸، ۱۳۰، ۱۳۱)

لیبان کے علاوہ قدیم و جدید فلسفیوں (ارسطو، بقراط، ابن سینا، دہب، جاحظ، کندی، مورخ مسعودی، مونیسکو وغیرہ) نے مادی ماحول کو کافی اہمیت دی ہے۔

پستانوزی کہتا ہے:

"ہم نے جہاں تک دیکھا انسان کو اپنے ماحول کے اثر سے بنتے دیکھا"

جہاں تک واقعات و مشاہدات کا تعلق ہے ماحول کا اثر وراثت سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے حتی کہ وراثت بھی ماحول سے کافی متاثر نظر آتی ہے جن خاصیتوں اور صلاحیتوں کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بذریعہ وراثت آئی ہیں۔ اگر ان کی تحلیل (تجزیہ) کیا جائے تو بیشتر حصہ ماحول کا پیدا کردہ دکھائی دے گا۔

تربیت:

حالات و مزاج کے اختلاف کی بنا پر تربیت کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اس لئے کسی خاص صورت پر بحث کی کرنی مشکل ہے البتہ اس کے اثرات اور مقصد پر بحث ہو سکتی ہے۔

فلسفیوں نے تربیت کے مختلف مقاصد بیان کئے ہیں۔ مثلاً افلاطون، ارسطو، مونیسکو کے نزدیک ایسے افراد تیار کرنا ہے جو بہترین حکومت مرتب کرسکیں۔ ابن خلدون اور اسپنسر کے نزدیک ایسے اشخاص تیار کرنا ہے جو زندگی اچھی طرح بسر کرسکیں۔

قرآن حکیم کی نظر میں تربیت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ضبطِ نفس اور جذبات و

خیالات پر حکومت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ (۲) وراثت کے غلط اثرات سے بچنے اور ماحول پر قابو پانے کی ہمت ہو تا کہ نیابت کے فرائض ٹھیک ٹھیک انجام دے سکے۔

قرآن حکیم میں تربیت کی بنیاد یہ آیت ہے۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیته و یزکیهم و یعلمهم الکتب و الحکمة (سورة الجمعه آیت نمبر ۲)

اللہ ہی نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو لوگوں کو اللہ کی آیتیں سناتا ہے کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ان کو پاک و صاف کر دیتا ہے۔

آیت میں "تزکیہ" سے عقائد و خیالات کی صفائی اور اعمال و اخلاق کی دوستی دونوں مراد ہیں یعنی غلط نظریات و عقائد سے شیشہ دل اور آئینہ دماغ کی صفائی کر کے صحیح اصول و نظریات ان کی جگہ بٹھائے جائیں۔ اسی طرح برے اخلاق و گندے اعمال سے ہٹا کر اچھے اعمال و عمدہ اخلاق کا خوگر بنایا جائے۔

تربیت کے اثر کی حدود

رہی یہ بات کہ تربیت کا اثر کس حد تک ہوتا ہے؟ اس کو فنی اصطلاحات سے ہٹ کر اس طرح سمجھنا چاہیئے انسان میں دو قسم کی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) وہ جن کا تعلق مزاج اور طبیعت سے ہے مثلاً غصہ اور شہوت کی کمی و بیشی، ذکاوت و ذہانت، کند ذہنی، قوت یادداشت اور معاملہ فہمی وغیرہ۔

یہ صفتیں انسان کی سرشت اور خمیر میں داخل شمار کی جاتی ہیں قدیم اصطلاح میں انہیں جبلت کہا جاتا ہے اور جدید اصطلاح کے مطابق یہ "نفسیاتی بنیادیں" ہیں اس قسم کی صفتوں میں تبدیلی تقریباً ناممکن ہے ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ غصہ او شہوت کو تربیت کے ذریعہ ختم کر دیا جائے یا کند ذہن کو اعلیٰ قسم کا ذہن بنا دیا جائے البتہ یہ ممکن ہے کہ ان کے استعمال کا رخ پھیر دیا جائے اور ایک حد تک ان میں نکھار پیدا کر دیا جائے جس سے مظاہرہ کی شکلیں بدل جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درج ذیل حدیث میں انہیں صفتوں کی طرف اشارہ ہے۔

اذا سمعتم بجبل زال عن مکانه فصدقوه و اذا سمعتم برجل تغیر عن خلقه فلاتصدقوا به فانه یصیر الی ما جبل علیه (مشکوة)

جب تم کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو صحیح مان لو لیکن کسی انسان کے بارے میں سنو کہ اس کی خلقت بدل گئی تو صحیح مت مانو کیونکہ بالآخر وہ اپنی جبلت کی طرف پھر لوٹ آئیگا۔

مطلب یہ ہے کہ کوئی جبلی صفت بالکلیہ ختم ہو کر اس کی جگہ دوسری نہیں آسکتی ہے لیکن اگر ان کے استعمال کا رخ پھر جائے اور مظاہرہ کی شکلیں بدل جائیں تو وہ اس حدیث کے خلاف نہ ہوگا۔

(۲) وہ جن کا تعلق مزاج اور طبیعت سے تو نہیں ہے لیکن بار بار کرنے سے یہی مشق و عادت ہوگئی ہے کہ گویا طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ ایسی صفتیں انسان کی اختیاری ہیں جس طرح قصد و ارادہ سے عادت ڈالی گئی ہے اس طرح جبر و سختی کے ذریعہ عادت چھوڑی جا سکتی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے

الناس معادن کمعادن الذهب و الفضة خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا (کتاب العلم مشکوة)

لوگ سونے اور چاندی کے کانوں کے مثل ہیں۔ جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جب انہوں نے تفقہ حاصل کیا۔

کلام عرب میں فقہ اور تفقہ کا استعمال عموماً وہاں ہوتا ہے جہاں قلبی بصیرت و ضمیر و وجدان کی بیداری کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اسی بنا پر قرآن حکیم کی آیت

لهم قلوب لایفقهون بها (سورة الاعراف آیت نمبر ۱۷۹)

ان کے پاس دل ہیں مگر تفقہ سے خالی ہیں۔

میں منکرین حق کی اس سمجھ بوجھ سے انکار کیا گیا ہے جس کا تعلق قلب سے ہے۔ (بسا اوقات انسان عقل و خرد کی بلندی پر پہنچنے کے باوجود قلبی بصیرت سے محروم رہتا ہے) اگر تربیت سے اوصاف و خصوصیات کے استعمال میں تبدیلی نہ تسلیم کی جائے تو "اذا فقھوا" کی قید حدیث میں بے کار ہوتی ہے۔ صحابہ کرام کی زندگی میں رسول اللہ کی تربیت کا جو اثر ظاہر ہوا تھا وہ یہی تھا کہ صلاحیتوں اور خاصیتوں کے استعمال کرنے کے مواقع بدل گئے تھے۔ سوچنے سمجھنے کے ڈھنگ میں تبدیلی ہو گئی تھی۔ ورنہ حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ وہی تھے جو اسلام سے پہلے تھے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تربیت کا اثر دونوں قسم کی صفتوں میں ظاہر ہوتا ہے پہلی میں استعمال کا رخ پھرتا ہے مظاہرہ (اظہار) کی شکل بدل جاتی ہے اور دوسری میں مشق و عادت چھوٹ جاتی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں اس شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جب جسمانی تربیت سے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے تو ذہنی تربیات سے ذہن میں تبدیلی نہیں ہونی چاہیئے اس لئے کہ انسان کی ذہنی ساخت قوت ارادی کی بنا پر جسمانی ساخت سے کہیں زیادہ لچکدار اور جذب و انجذاب کو قبول کرنیوالی ہے اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ جسم اپنی سختی اور بے لوچ ہونے کے باوجود جسمانی تربیت سے ایک حد تک سڈول اور خوشنما بن جاتا ہے ایسی ہی جسم کے کسی حصہ کو غلط استعمال کرنے رہنے کی وجہ سے وہ بے ڈول اور کسی قدر بد نما ہوجاتا ہے جب مشق اور عادت سے جسم میں یہ تبدیلی مسلم ہے تو ذہن اور نفس میں ذہنی اور نفسیاتی تربیت سے مذکورہ تبدیلیاں تسلیم کرنے میں کون سی دشواری ہے اصل یہ ہے کہ جب انسان کی ٹھیک تربیت ہوتی ہے تو داخلی و خارجی غلط اثرات کے پردے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور انسان کا وہ فطری شعور و وجدان بیدار ہوجاتا ہے جو ابتدائی مرحلہ میں ہر انسان کو بلاتفریق منجانب اللہ عطا کیا جاتا ہے۔ اسی کے بعد اعمال و افعال میں فطری حالت کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے لیکن اس کیلئے ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو نفسیات کی ماہر اور انسانی مقام و مزاج کی اداشناس ہو۔

ہماری مطبوعات

جدوجہد اور نوجوان	شیخ الہند مولانا محمود حسن
استعماری نظام اور ملی تقاضے	شیخ الہند مولانا محمود حسن
فکر ولی اللہی کا تاریخی تسلسل	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی حزب انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی اقدام انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی قانون انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی اصول معاشیات	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
اسلام کے اقتصادی نظام کا تقابلی جائزہ	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
فرد اور اجتماعیت	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
ولی اللہی تحریک (نصب العین، پروگرام، مراکز، جماعت اور مشاہیر رجال)	مولانا سید محمد میاں
امام شاہ عبد العزیز (افکار و خدمات)	مولانا سید محمد میاں
شعوری تقاضے	مولانا شوکت اللہ انصاری
خطبہ دین اور عبادات	چوہدری افضل حق
شاہ خداوندی	چوہدری افضل حق
صدائے فکر و عمل	چوہدری افضل حق
ارکان اسلام	چوہدری افضل حق
عبادت و خلافت	مولانا قاری محمد طیب
حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کا تصور دین	مفتی سعید الرحمن
اجتماعی مسائل کا ولی اللہی حل	محمد مقبول عالم بی اے
دین کے معاشی نظام میں محنت کی قدر و اہمیت	مفتی عبد الخالق آزاد
نظام کیا ہے؟	مفتی عبد الخالق آزاد
تبدیلی نظام کا ولی اللہی نظریہ	مفتی عبد الخالق آزاد
تبدیلی نظام کیوں اور کیسے؟	مفتی عبد الخالق آزاد
ولی اللہی فکر ایک تعارف	چوہدری عبد الرؤف